خواتین جماعت سے نماز پڑھ سکتی ہیں

(مفتی محمد رفیق الحسنی)

خواتین کے لئے رمضان المبارک میں تراویح پڑھنا سنت مؤکدہ ہے ہر خاتون انفرادی طور پر فرض اور تراویح ادا کرے۔

- اگر کسی مسجد میں مرد امام کی اقتداء میں خواتین فرض اور تراویح پڑھیں تو جائز ہے اور موجودہ دور میں عورتوں کا مساجد کی جماعت میں شرکت کرنا بلا کراہت جائز ہے۔
- اور اگر کسی گھر میں یا ہال میں خواتین خاتون امام کی اقتداء میں جماعت کے ساتھ فرض اور تراویح پڑھیں تو فتویٰ جواز کا ہے لیکن جب جماعت کرائیں تو امام صف کے اندر کھڑی ہو صف سے نکل کر آگے کھڑی نہ ہو۔
- چونکہ صدیوں سے موجودہ دور ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۰۰۲ء تک حرمین طیبین مکہ اور مدینہ کی مساجد مسجد حرام اور مسجد نبوی میں لاکھوں کی تعداد میں خواتین مسافر اور مقیم فرائض اور تراویح مرد امام کی اقتداء میں ادا کرتی ہیں اور یہی حال جملہ اسلامی ریاستوں کا ہے، ہمارے ملک پاکستان کے بڑے بڑے شہروں کراچی، لاہور، اسلام آباد، پشاور، کوئٹہ اور ملتان میں بھی ہزار ہا مساجد میں عورتیں سال بھر میں جمعے اور رمضان المبارک میں جمعوں کے علاوہ خصوصاً عشاء کی نماز اور تراویح مساجد میں جماعت کے ساتھ ادا کر رہی ہیں اور پندرہ بیس سال سے اب پاکستان کے بڑے شہروں میں یہ بھی ہونے لگا ہے کہ خواتین کسی ایک جگہ جمع ہو کر خاتون حافظہ قاریہ امام کی اقتداء میں رمضان المبارک میں عشاء کے فرض اور تراویح اور وتر ادا کر رہی ہیں۔ مساجد میں جا کر جمعہ اور دیگر نمازیں جماعت کے ساتھ پڑھنے کے سلسلہ میں متاخرین فقہاء کا فتویٰ یہ ہے کہ مسجد میں نوجوان خواتین کو جمعہ اور دیگر نمازوں کے لئے جانا مکروہ ہے البتہ بوڑھی عورتیں مساجد میں جا سکتی ہیں۔ مساجد میں جا کر نوجوان عورتوں کی جماعات میں شرکت کی کراہت فتنہ کا خوف ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی نوجوان عورتیں جب مساجد میں جائیں گی تو فاسق لوگ ان کو چھیڑیں گے اور شہوت کی نظر سے دیکھیں گے ہو سکتا ہے اس ملاقات کی وجہ سے معاملہ مزید خراب ہونے تک پہنچ جائے اس وجہ سے نوجوان

☆ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆

خواتین کو مساجد میں جانا مکروہ ہے لیکن بوڑھی عورتوں کے لئے اس فتنہ کا کوئی خوف نہیں اس لئے ان کو مساجد میں جانا جائز ہے۔ خواتین کو مساجد میں جماعت میں شرکت سے منع کرنے کی وجہ فتنہ کا خوف ذکر کیا گیا ہے، جو کہ سابقہ ادوار میں یقیناً ہوگا۔

موجودہ دور میں اگرچہ عریانی اور فحاشی عروج پر ہے اسی طرح اسلام سے دوری اور جہالت بھی بہت زیادہ ہے، گھروں میں ٹی وی اور کمپیوٹر موجود ہیں کیبل اور انٹرنیٹ کے ذریعہ یورپی ممالک کی ننگی تہذیب اور عریاں تصاویر اور شرمناک مناظر دیکھائے جا رہے ہیں ایسا لگتا ہے کہ ہر گھر میں ایسا ہوگیا ہے اور انسان یورپی تہذیب کی چارسو پھیل جانے سے مجبور ہوگیا ہے۔

لیکن یہ بھی مسلمات سے ہے کہ موجودہ دور میں اگر خواتین کو جمعہ اور جماعات کے لئے مساجد میں آنے کی اجازت ہو تو سابقہ ادوار کی طرح فتنوں کا اندیشہ نہیں رہا کیونکہ موجودہ دور میں فتنوں کے لئے الگ مراکز بنا دیئے گئے ہیں، تفریح گاہیں اور نائٹ کلب اور ہوٹل اور پارک اور سمندروں کے ساحل پر انسانیت ننگے اور شرمناک مناظر سے بلاجھجک لطف اندوز ہو رہی ہے، خواتین نیم عریاں لباس میں مادر علمی درسگاہوں اور اسکولوں اور کالجوں اور یونیورسٹیوں سے لے کر بازاروں تک اپنے سرپرستوں کی معیت گھوم رہی ہیں اس پس منظر میں خواتین کو مساجد میں اب کوئی خطرہ نہیں رہا فتنہ پرور لوگ مساجد میں نہیں آتے پہلے زمانوں میں چونکہ مرد وزن کے اختلاط کے لئے عام جگہیں نہیں ہوتی تھیں اس لئے فساق کی جانب سے مساجد میں اجتماع سے فتنہ کا اندیشہ ہوتا تھا نیز آج ہر مسجد کے ساتھ خواتین کی نماز کے لئے باپردہ مخصوص جگہیں بنا دی گئی ہیں۔ باقاعدہ خواتین کے باپردہ باتھ روم اور وضو خانے مردوں سے الگ بنا دیئے گئے ہیں لہٰذا مسجدوں میں خواتین کو مردوں کے ساتھ اختلاط کی وجہ سے فتنہ کا کوئی خوف نہیں رہا نیز خواتین کو گھر کے ماحول میں نماز فرض پڑھنا مشکل ہوتا ہے اور پھر تراویح میں تو زیادہ مشکل ہوتا ہے کیونکہ گھر میں نماز کا ماحول نہیں ہوتا بخلاف مساجد کے کیونکہ مساجد میں کثرت سے خواتین شرکت کرتی اور عبادت کرتی ہیں نیز احادیث میں خواتین کو اپنی جماعت کرانے یا مساجد میں جماعات سے شرکت سے صراحت کے ساتھ نہیں روکا گیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں عورتیں مساجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھتی تھیں اور اپنی جماعت بھی کرتی تھیں۔

- اس لئے موجودہ دور میں خواتین کو مساجد کی جماعت میں شرکت یا اپنی جماعت کرانے

کی اجازت ہونی چاہئے۔اس سلسلہ میں چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ حدیث بخاری اور مسلم شریف میں ہے: لا تمنعوا اما الله مساجد الله
یعنی اللہ تعالیٰ کی بندیوں کو اللہ تعالیٰ کی مساجد سے نہ روکو۔

۲۔ مسلم اور بخاری شریف میں ہے: اذا استأذنت احدکم امرء ته الی المسجد فلا یمنعها
یعنی جب تمہارے ایک سے اس کی عورت مسجد جانے کے لئے اجازت طلب کرے تو وہ اس کو منع نہ کرے۔

۳۔ مسلم شریف میں ہے: ایما امرء ة اصابت بخورا فلا تشهد معنا العشاء الآخرة
یعنی جو بھی عورت خوشبو استعمال کرے وہ ہمارے ساتھ عشاء میں حاضر نہ ہو۔
دس حدیث شریف میں بخور اور خوشبو سے منع کیا گیا ہے کہ ایسی حالت میں مسجد نہیں آنا چاہئے لیکن مسجد سے مطلقاً منع نہیں کیا گیا۔

۴۔ مسلم شریف میں ابن عمر سے روایت ہے: لا تمنعوا النساء من الخروج الی المساجد باللیل
یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کو رات کے وقت مساجد جانے سے منع نہ کرو۔
اور ایک روایت میں ہے: ائذنوا للنساء باللیل الی المساجد
یعنی عورتوں کو مساجد جانے کی اجازت دو۔ان دونوں حدیثوں میں رات کی قید کا ذکر ہے ہوسکتا ہے یہ قید احترازی ہو۔لیکن دیگر احادیث میں اطلاق ہے اسی طرح ان احادیث میں نوجوان عورتوں اور بوڑھی عورتوں میں تفریق کا ذکر بھی نہیں ہے۔

۵۔ عن زینب امرء ة عبدالله بن مسعود قالت لنا رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا شهدت احداکن المسجد فلا تمس طیباً (رواہ مسلم)
حضرت عبداللہ ابن مسعود کی بیوی حضرت زینب سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہاری عورت مسجد میں حاضر ہو خوشبو نہ لگائے۔

۶۔ عن ابی هریرة قال انی سمعت حبی ابا القاسم صلی الله علیه وسلم یقول لا

تقبل صلوٰۃ امرء ۃ تطیبت للمسجد حتیٰ تغتسل غسلها من الجنابة

(رواہ ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے اپنے محبوب ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا اس عورت کی نماز قبول نہیں کی جاتی جو مسجد میں جانے کے لئے خوشبو لگائے حتیٰ کہ جنابۃ جیسا غسل کرے۔

۷۔ عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تمنعوا نساء كم المساجد و بيوتهن خير لهن (رواہ ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی عورتوں کو مساجد سے نہ روکو اور ان کے گھر ان کے لئے بہتر ہیں۔

۸۔ عن ابی موسیٰ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل عين زانية و ان المرء ة اذا استعطرت فمرت بالمجلس فهى كذا و كذا يعنى زانية

(رواہ الترمذی) بحوالہ مشکوٰۃ شریف

حضرت ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر آنکھ زنا کرنے والی ہے اور بے شک عورت جب عطر استعمال کرتی ہے اور مجلس سے گزرتی ہے پس وہ ایسی ایسی ہے یعنی زانیہ ہے۔ (اس حدیث میں مسجد کی تخصیص نہیں ہے)

۹۔ عن بلال بن عبدالله بن عمر عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تمنعوا النساء حظو ظهن من المساجد اذا استاذنكم فقال بلال و الله لنمنعهن فقال له عبدالله اقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وتقول انت لنمنعهن

۱۰۔ و فى رواية سالم عن ابيه قال فاقبل عليه عبدالله فسبه سباً ما سمعت سبه مثلا قط و قال اخبر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وتقول و الله لنمنعهن

(رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت بلال نے اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کیا اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کو جب اذن چاہیں مساجد کے حظوظ سے منع نہ کرو پس بلال نے

کہا ہم ضرور انہیں منع کریں گے اور دوسری روایت میں سالم اپنے والد عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بلال کی طرف متوجہ ہوا اور بلال کو ایسی گالی دی کہ میں نے ان سے ایسی گالی پہلے ہرگز نہیں سنی تھی اور فرمایا میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دے رہا ہوں اور تو کہتا ہے ہم عورتوں کو (مساجد سے) ضرور منع کریں گے۔

۱۱۔ **و عن مجاهد عن عبدالله بن عمر ان النبی صلی الله علیه وسلم قال لا یمنعن رجل اهله ان یأتوا المساجد فقال ابن لعبدالله بن عمر فانا نمنعهن فقال عبدالله احدثک عن رسول الله صلی الله علیه وسلم و تقول هذا؟ قال فما کلمه عبدالله حتی مات** (رواہ احمد)

ترجمہ: مجاہد نے عبداللہ بن عمر سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص اپنے اہل کو مساجد میں آنے سے منع نہ کرے۔ پس عبداللہ بن عمر کے ایک بیٹے نے کہا بے شک ہم عورتوں کو منع کریں گے تو عبداللہ نے کہا میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کر رہا ہوں اور تو یہ کہتا ہے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے اس بیٹے سے فوت ہونے تک بات نہ کی۔

مذکورہ گیارہ حدیثوں سے معلوم ہوا کہ عورتیں جماعات میں شرکت کرسکتی ہیں اور کسی قسم کی کراہت نہیں البتہ خوشبو لگا کر مردوں کے کسی اجتماع سے گزرنا یا اجتماع میں جانا منع ہے اسی طرح خوشبو لگا کر مساجد کی جماعت میں شرکت کرنا بھی منع ہے۔ لیکن یہ اس وقت ہے جب مردوں اور عورتوں کے لئے نماز پڑھنے کے لئے الگ الگ پورشن نہ ہوں جیسا کہ زمانہ قدیم میں ہوتا تھا۔ چھوٹی چھوٹی مساجد میں عورتیں مردوں کی صفوں کے پیچھے صفیں بنا کر نماز پڑھا کرتی تھیں تو معطر خواتین کی خوشبو سے مردوں کی جانب کشش اور فتنہ کا خوف ہوتا ہے اس لئے عطر لگا کر مساجد میں عورتوں کا آنا ممنوع قرار دیا گیا۔ لیکن موجودہ دور میں بڑی بڑی مساجد موجود ہیں، عورتوں کے لئے الگ پورشن باپردہ بنائے گئے ہیں اور اسپیکر ہونے کی وجہ سے امام کے انتقالات میں اشتباہ واقع نہیں ہوتا چونکہ عورتوں کے لئے نماز پڑھنے اور اقتداء کرنے کے لئے الگ جگہ ہوتی ہے تو عورتوں کی خوشبو مردوں تک نہیں پہنچتیں جس سے فتنہ کا اندیشہ ہو۔ لہٰذا عدم جواز کی علت نہ ہونے کی وجہ سے عدم جواز کا حکم بھی نہیں ہوگا۔ اس لئے ہم نے کہا کہ عورتوں کا مساجد میں جماعات خصوصاً جمعہ کی جماعت میں

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ : امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

شرکت کرنا جائز ہے۔

اس مقام پر شرح الطیبی میں ہے (قوله فما کلمه عبدالله حتی مات) عجبت ممن یتسمی بالسنی و اذا سمع سنة رسول الله صلی الله علیه وسلم وله رای رجح رایه علیها و ای فرق بینه و بین المبتدع اما سمع "لا یؤمن احدکم حتی یکون هواه تبعا لما جئت به" وهاهو ابن عمرو و هو من اکابر فقهاء الصحابة والمرجوع الیه بالفتیا والاجتها و کیف غضب لله ولرسوله وهجر فلذة کبده و شقیق روحه لتلک الهنة عبرةً لاولی الالباب

فرماتے ہیں مجھے تعجب ہے ان لوگوں سے جو اپنے آپ کو سنی کہتے ہیں اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں میں کسی سنت کو سنتے ہیں اور ان کی اپنی کوئی رائے اور قیاس ہوتا ہے اس کو وہ سنت پر ترجیح دیتے ہیں۔ (پھر، اس سنی اور بدعتی کے درمیان کیا فرق ہوا کیا اس سنی نے نہیں سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا ایک اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک اس کی خواہش اس سنت کے تابع نہ ہو جو میں لایا ہوں۔ یہ وہ ابن عمر میں وہ فقہاء صحابہ کے اکابر سے ہیں اور فتویٰ اور اجتہاد میں ان کی طرف رجوع کیا جاتا تھا کس طرح اپنے بیٹے پر اللہ اور اس کے رسول کے لئے ناراض ہوئے اور اپنے جگر کے ٹکڑے اور روح کے شریک کو (مرنے تک) چھوڑ دیا، بیٹے کی کمزوری کی وجہ سے اہل عقل کے لئے اس میں عبرت ہے۔

ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ اس عبارت سے طیبی نے احناف پر اعتراض کیا ہے لیکن ملا علی قاری نے طیبی کا وہی جواب دیا جو علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر میں دیا۔ چونکہ احناف کے نزدیک نوجوان عورتوں کے لئے مساجد کی جماعت میں شرکت مطلقاً

☆ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی ☆

مکروہ تحریمی ہے اور بوڑھی عورتوں کے لئے صاحبین کے نزدیک پانچوں وقت کی جماعت میں شرکت جائز ہے اس لئے طیبی نے احناف پر طنز کیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ احادیث میں نوجوان اور بوڑھی سب عورتوں کے شرکت کرنے کی اجازت ہے اور کسی قسم کی کراہت نہیں ہے۔

اور احناف کے نزدیک اپنے مذہب پر کوئی صحیح حدیث نہیں ہے بلکہ فتنہ کے خوف کو علت قرار دے کر کراہت کا قول کیا ہے اس لئے مذکورہ احادیث کا وہ جواب جو احناف کی طرف سے امام ابن ہمام نے ذکر فرمایا ہے اس سے قطعاً تشفی نہیں ہوتی۔

وہ فرماتے ہیں ان احادیث میں احناف کے نزدیک تخصیص ہے۔ فرماتے ہیں مذکورہ احادیث کا قیاس سے نسخ نہیں ہے بلکہ احناف کے نزدیک عورتوں کے لئے منع یا تو نصوص عامہ کی وجہ سے ہے جو فتنہ کی وجہ سے منع پر مشتمل ہیں یا پھر احادیث کا اطلاق شرط مقدر کے ساتھ مقید ہے جس طرح حکم کی انتہا اور اختتام علت کے اختتام کی وجہ سے ہوتا ہے یہاں بھی جواز کی علت ختم ہو جانے کی وجہ سے جواز ختم ہو جائے گا جس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ امور دیکھتے جو عورتوں نے آپ کے بعد پیدا کر دیئے تو آپ عورتوں کو مساجد سے منع کر دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کیا گیا تھا۔

اسی سلسلہ میں حضرت عائشہ سے مرفوعاً روایت ہے اے لوگو! اپنی عورتوں کو مساجد میں زینت کے لباس اور خوشبو لگانے سے منع کرو بے شک بنی اسرائیل پر اس وقت تک لعنت نہیں کی گئی جب تک ان کی عورتوں نے زینت کا لباس اور خوشبو مساجد میں استعمال نہیں کی۔

یہ جواب کس حد تک اطمینان بخش ہے اس کا فیصلہ تو علماء کریں گے لیکن ہمارے دور کی عورتیں جب مساجد میں جاتی ہیں ان کا مردوں کے ساتھ اختلاط نہیں ہوتا، لباس زینت اور خوشبو لگانے سے فتنہ کا احتمال نہیں ہوتا۔ مسجد حرام میں عورتوں کے لئے الگ مخصوص جگہیں موجود ہیں اور مسجد نبوی میں بالکل علیحدہ ایک ہال عورتوں کے لئے مخصوص ہے اسی طرح مسلمان ملکوں میں ہر مسجد کے ساتھ عورتوں کی باپردہ مسجد الگ تیار کی گئی ہے جس کی وجہ سے فتنہ کا خوف نہیں ہوتا ہے۔ لٰہذا عورتوں کا مساجد میں پردہ کے ساتھ جماعت میں شرکت کرنا بلا کراہت جائز ہونا چاہئے۔

دوسرا مسئلہ یہ کہ عورتیں کسی حال میں یا گھر میں اپنی جماعت کرائیں خصوصاً رمضان

☆ امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے ☆

المبارک میں جیسے آج کل ایسا ہو رہا ہے تو یہ بھی جائز ہے، زیادہ سے زیادہ مکروہ تنزیہہ ہے اور خلاف اولیٰ ہے لیکن فرائض اور تراویح میں اگر عورتوں کی اپنی جماعت کرانے سے قرآنِ مجید کو یاد رکھنے کی ترغیب مقصود ہو اور ایسا کرنے سے خواتین زیادہ تعداد میں نماز پڑھتی ہیں تو کراہت تنزیہہ بھی مرتفع ہو جائے گی۔

اس مسئلہ میں احناف کے نزدیک کراہت تحریمی ہے اور دلیل یہ ہے کہ اگر امام عورت صف سے مقدم ہو تو یہ بھی مکروہ تحریمی ہے کیونکہ اس میں تکشف ہے اور اگر امام صف کے اندر ہو تو بھی ترک تقدم حرام ہے۔ دونوں صورتوں میں حرام یعنی کراہت تحریمی لازم آتی ہے اس لئے عورتوں کی اپنی جماعت مکروہ تحریمی ہے۔

جب احناف پر اعتراض ہوا کہ آپ لوگوں کے نزدیک عورتوں کا عورت امام کی اقتداء میں نمازِ جنازہ اپنی جماعت کے ساتھ ادا کرنا بلا کراہت جائز ہے تو دوسری نمازوں میں بھی کراہت نہیں ہونی چاہئے تو اس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ نمازِ جنازہ فرض ہے اور صف پر ترک تقدم مکروہ ہے تو اب یا تو فعل فرض کے ساتھ مکروہ یعنی ترک تقدم کا ارتکاب کیا جائے یا ترک مکروہ کی وجہ سے فرض کو بھی ترک کر دیا جائے اور نمازِ جنازہ نہ پڑھا جائے۔ ترک نمازِ جنازہ تو جائز نہیں اس لئے پہلی صورت پر عمل کرنا واجب ہے۔ اور اگر نمازِ جنازہ ہر عورت الگ الگ ادا کرے تو پہلی نماز جنازہ فرض واقع ہوگی اور باقی عورتوں کی نماز جنازہ نفلی ہو جائے گی کیونکہ ایک آدمی کے نمازِ جنازہ پڑھنے سے فرض کفایہ ادا ہو جاتا ہے۔ چونکہ انفرادی طور پر نمازِ جنازہ پڑھنے میں ایک عورت کی نماز دوسری عورتوں کی نماز کے نفلی ہو جانے کو مستلزم ہے اس لئے اگر مرد نہ ہوں تو عورتیں نمازِ جنازہ کی جماعت کرائیں ان میں ایک صف کی وسط میں کھڑی ہو کر امامت کرائے اور دوسری عورتیں اقتداء کریں لیکن یومیہ نمازوں کی جماعت چونکہ سنت مؤکدہ ہے یا واجب ہے، فرض نہیں ہے اس لئے کراہت تحریمی کے ارتکاب کے ساتھ جماعت کرانا مکروہ ہوگا۔ الگ الگ پڑھیں گی تو بھی ہر ایک کے فرض ادا ہوں گے کسی کے فرض ادا کرنے سے دوسروں کے فرض کا نفل ہونا لازم نہیں آتا۔

علامہ ابن ہمام ذکر کردہ دلیل پر اعتراض کرتے ہیں کہ جب عورت نے پیروں سے سر تک لباس پہنا ہوتا ہے اور صرف عورتوں کی امامت کرتی ہے وہاں کوئی مرد نہیں ہوتا تو تقدم میں

کشف ہی نہیں چہ جائے کہ تقدم سے کشف زائد ہو تو ابن ہمامؒ اس کا صحیح جواب دیتے ہیں وہ فرماتے ہیں ترک تقدم حضرت عائشہ کی امامت سے ثابت ہے کہ آپ نے جب امامت فرمائی تو آپ صف کے اندر کھڑی ہوئیں جب امامت کے لئے امام کا تقدم واجب ہے اور حضرت عائشہ نے تقدم ترک کر دیا تو اس سے معلوم ہوا ترک تقدم کا وجوب تقدم کے وجوب سے بھی زیادہ ہے ورنہ حضرت عائشہ آگے کھڑے ہونے کو ترک نہ کرتیں۔

لیکن پھر حضرت عائشہ کی اسی روایت اور دیگر روایات کی وجہ سے احناف کے مذہب پر اعتراض ہوتا ہے کہ احناف کے نزدیک عورتوں کی اپنی جماعت مکروہ تحریمی ہے چاہے امامت کرانے والی عورت صف سے نکل کر آگے کھڑی ہو یا صف کے اندر کھڑی ہو کر امامت کرائے دونوں صورتیں مکروہ ہیں لیکن تقدم والی صورت میں کراہت زیادہ ہے اسلئے صف کے اندر کھڑے ہو کر امامت کرانے پر عمل کیا جائے جیسے حضرت عائشہ نے کیا تھا تو پھر حضرت عائشہ امامت کیوں فرماتی تھیں۔

صاحب ہدایہ نے حضرت عائشہ کی روایت کے متعلق فرمایا کہ یہ ابتداء اسلام کی بات ہے پھر یہ منسوخ ہو گیا۔

اس پر پھر اعتراض ہوا۔ حضرت عائشہؓ کے ساتھ حضور علیہ السلام نے مدینہ منورہ میں شادی فرمائی جبکہ حضرت عائشہ کی عمر نو سال تھی اور نو سال تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس رہیں جب حضرت عائشہ کی عمر اٹھارہ سال ہوئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہو گیا۔ واضح ہے کہ حضرت عائشہ کا عورتوں کو امامت کرانا بلوغ کے بعد ہی ہو گا اور یہ تو اسلام کا آخر ہے ابتداء تو نہیں ہے۔

بعض احناف نے جواب دیا کہ صاحب ہدایہ کی اسلام کی ابتداء سے مراد نسخ سے پہلے کا وقت ہے لیکن یہ جواب صحیح نہیں ہے۔

کیونکہ مستدرک کی روایت میں ہے۔

انها كانت تؤذن و تقيم و تؤم النساء فتقوم وسطهن

یعنی حضرت عائشہؓ اذان دیتی تھیں اور اقامت کہتی تھیں اور عورتوں کی امامت فرماتی تھیں اور ان کی صف کے اندر کھڑی ہوتی تھیں۔

اور امام محمد کی کتاب الآثار میں ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ:

كانت تؤم النساء فی شهر رمضان فتقوم وسط

یعنی حضرت عائشہ رمضان المبارک کے مہینہ میں امامت کراتی تھیں اوران کے درمیان کھڑی ہوتی تھیں۔

اور یہ بات ہر ایک کومعلوم ہے کہ تراویح کی جماعت باقاعدگی سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد شروع ہوئی۔

اورابوداؤدشریف میں ام ورقہ الانصاریہ سے روایت ہے:

ان النبی صلی الله علیه وسلم لما غزا بدرا قالت له یارسول الله ائذن لی فی الغزاة معک أُمَرِّضُ مرضاکم ثم لعل الله یرزقنی شهادة قال قری فی بیتک فان الله یرزقک الشهادة قال فکانت تسمی الشهیدة و کانت قد قرء ت القران استأذنت النبی صلی الله علیه وسلم ان تتخذ فی دارها مؤذنا یؤذن لها قال و کانت دبرت غلاما لها و جاریة فقاماَ الیها باللیل فغماها بقطیفة لها حتی ما تت و ذهبا فاصبح عمر فقام فی الناس فقال من عنده من هذین علم او من راها فلیجئی بهما فامر بهما فصلبا فکان اول مصلوب بالمدینة اور ایک روایت میں ہے وکان صلی الله علیه وسلم یزورها و جعل لها مؤذنا و امرها ان توم اهل دارها قال عبدالرحمن فانا رأیت مؤذنها شیخا کبیراً.

یعنی ابوداؤدشریف میں حضرت ام ورقہ انصاریہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب غزوہ بدر کا ارادہ فرمایا تو انہوں نے کہا یارسول اللہ مجھے غزوہ میں شرکت کی اجازت عنایت فرمائیں میں تمہارے مریضوں کی تیمار داری کروں گی پھر امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت عطا فرمائے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اپنے گھر رہو اللہ تعالیٰ تجھے شہادت عطا فرمائے گا، راوی کہتا ہے کہ ام ورقہ کا نام شہیدہ پڑ گیا تھا اورام ورقہ قرآنِ مجید پڑھی ہوئی تھی نبی کریم ﷺ سے اس نے اجازت چاہی کہ

میں اپنے گھر میں مؤذن رکھوں جو میرے لئے اذان دیا کرے اور ام ورقہ نے ایک غلام کو مدبر بنایا ہوا تھا اور ایک لونڈی تھی دونوں رات کو اٹھے اور ام ورقہ کو ایک موٹے کپڑے میں بند کر دیا یعنی اس کے منہ میں ٹھونس دیا حتیٰ کہ وہ مرگئی اور غلام اور جاریہ بھاگ گئے۔ حضرت عمر نے صبح لوگوں میں اعلان فرمایا کہ جس شخص کو دونوں کا علم ہو یا ان کو دیکھے تو میرے پاس لے آئے۔ (وہ مل گئے) تو حضرت عمر نے دونوں کو پھانسی دے دی، مدینہ منورہ میں سب سے پہلے مصلوب یہی تھے اور ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ام ورقہ کی ملاقات کے لئے جاتے تھے اس کے لئے مؤذن مقرر فرمایا تھا اور ام ورقہ کو گھر والوں کی امامت کرانے کا حکم دیا تھا۔ عبدالرحمٰن اس حدیث کا ایک راوی کہتا ہے میں نے مؤذن کو دیکھا تھا وہ نہایت بوڑھا آدمی تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ عورت عورتوں کی امامت کرے اور ان کی صف کے اندر کھڑی ہو۔

مذکورہ روایات عورتوں کی امامت کے منسوخ ہونے کی نفی کرتی ہیں۔

بعض احناف نے ان روایات کے جواب دیئے تھے جوابات نقل کرنے کے بعد علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ احناف کے مذہب کے لئے ضروری ہے کہ جب انہوں نے مذکورہ روایات کے منسوخ ہونے کا دعویٰ کیا تو ناسخ کی تعیین کریں۔ پھر فرماتے ہیں:

ناسخ ابن خزیمہ کی وہ روایت ہی ہوسکتی ہے جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا عورت کی نماز کمرہ میں ادا کرنا حجرے میں ادا کرنے سے افضل ہے اور کمرہ میں نماز ادا کرنے سے مخدع یعنی کونہ میں ادا کرنا افضل ہے اور ایک روایت میں ہے کہ عورت کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین نماز وہ ہے جو اس کے تاریک کمرہ کے تنگ جگہ میں ہو اور ایک روایت میں ہے کہ عورت اپنے رب کے قریب ترین اس وقت ہوتی ہے جب کمرہ کی گہرائی میں ہوتی ہے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا مخدع اور قعر اور تاریک ترین جگہوں میں عورت کی نماز افضل ہے اور ان جگہوں میں جماعت کی گنجائش نہیں ہوتی لہٰذا عورتوں کی جماعت کی روایات اور احادیث

کیا آپ کو معلوم ہے کہ: ☆ قانونِ شریعت ہی کا دوسرا نام فقہِ اسلامی ہے ☆

منسوخ ہیں۔

علامہ ابن ہمام اس استدلال پر اعتراض کرتے ہیں فرمایا:

ولا يخفى ما فيه و بتقدير التسليم فانما يفيد نسخ السنية وهو لا يستلزم ثبوت كراهت التحريم في العقل بل التنزيهه و مرجعها خلاف الاولىٰ ولا علينا ان نذهب الى ذالک فان المقصود اتباع الحق حيث كان

یعنی اس استدلال کی کمزوری مخفی نہیں ہے یعنی ابن خزیمہ کی حدیث کو ناسخ تسلیم کرنا کمزور استدلال ہے اور برتقدیم تسلیم ان حدیثوں سے عورتوں کی جماعت کا سنت ہونا منسوخ ہے۔ اور اس سے فعل میں کراہت تحریمی لازم نہیں آتی بلکہ تنزیہہ لازم آتی ہے اور جس کا مآل خلاف اولیٰ ہے اور ہمارے اوپر واجب نہیں کہ ہم مکروہ تحریمی کا قول کریں کیونکہ مقصود حق کی اتباع ہے جہاں بھی ہو۔

زیر بحث دو مسئلوں میں ہم نے طوالت سے کام اس لئے لیا کہ ہمارے مؤقف کی صحت ثابت ہو جائے۔ پہلا مسئلہ یہ کہ عورتوں کو اپنی جماعت کرانا بلا کراہت تحریمی جائز ہے جب عورتیں جماعت کرائیں تو امامت کرانے والی عورت صف کے اندر کھڑی ہو کر امامت کرائے۔ اس طرح جماعت کے متعلق ابن ہمام کی تحقیق یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ خلاف اولیٰ اور اس میں کراہت تنزیہہ ہے لہٰذا تراویح میں بھی عورتیں اپنی جماعت کرا سکتی ہیں خصوصاً جب جماعت کی وجہ سے عورتوں کے زیادہ شریک ہونے کی امید ہو اور قرآنِ پاک کے یاد رکھنا اور یاد کرنا مقصود ہو۔

لیکن امامت کرانے والی عورت اسپیکر استعمال نہ کرے اور قرآنِ مجید کی تلاوت ایسی جگہ کرے جس جگہ غیر محرم مرد نہ سن سکیں کیونکہ غناء اور ترنم کے ساتھ یعنی تلاوت لحجہ اور لے میں عورت کی آواز غیر محرم کے لئے عورت ہوتی ہے۔

دوسرا مسئلہ یہ کہ عورتیں موجودہ دور میں مساجد میں جمعوں کی جماعت میں بلا کراہت تحریمی شرکت کر سکتی ہیں، نوجوان اور بوڑھی سب عورتوں کے لئے یہی حکم ہے۔